۲۲ رجب المرجب ... کو ہونے والے مدنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ

ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت (قسط:28)

رشتوں میں سب سے زیادہ نازک رشتہ کون سا ہے؟

- عورت اور اسلام 3
- نامحرم عورتوں کو ہاتھ پکڑ کر چوڑیاں پہنانا کیسا؟ 7
- حضرتِ امیر معاویہ کا حلم اور بردباری 9
- اپنے مقصد پر توجہ کیسے رکھیں؟ 17

ملفوظات:
شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال
محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش:
المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)
Islamic Research Center

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

رشتوں میں سب سے زیادہ نازک رشتہ کون سا ہے؟[1]

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۱۹ صفحات) مکمل پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَ اللّٰہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کے لئے مغفرت ہے۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

رشتوں میں سب سے زیادہ نازک رشتہ کون سا ہے؟

سُوال: دنیا میں مردوں کی تعداد عورتوں سے زیادہ ہے لیکن عورتوں کی تعداد بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ معاشرے میں عورت کے مختلف روپ ہوتے ہیں جیسے ماں، بہن، بیوی، بیٹی اور ساس وغیرہ اسی طرح مرد کے بھی مختلف روپ ہوتے ہیں جیسے باپ، بھائی، شوہر، بیٹا اور سُسر وغیرہ۔ ان سب رشتوں میں مرد یا عورت کا کون سا رشتہ ہے جسے نبھانا زیادہ مشکل ہے اور اسے نبھانے میں کیا احتیاط کرنی ہوگی؟

جواب: میرے تجربے کے مطابق جو رشتہ سب سے زیادہ نازک ہے اور جس میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے وہ ساس بہو کا رشتہ ہے۔ کسی نے اس پر یوں تجزیہ کیا ہے کہ جب تک عورت ماں، بہن، بیوی یا بیٹی ہوتی ہے پیار کرنے والی ہوتی ہے، لیکن جونہی ساس بنتی ہے اس کا رخ ہی بدل جاتا ہے۔ جب کوئی اسلامی بہن ساس بنے اسے ظلم سے بچنے کے لئے

---

1 ...... یہ رِسالہ ۲۲ رَجَبُ الْمُرَجَّب ۱۴۴۲ھ بمطابق 6 مارچ 2021 کو ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ ہے، جسے اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ کے شعبہ "ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت" نے مُرتّب کیا ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

2 ...... جامع صغیر، ص ۸۷، حدیث: ۱۴۰۶۔

زیادہ احتیاط کرنی چاہیے کہیں شیطان اپنا کھیل نہ کھیل جائے۔ اسی طرح بہو کو بھی ساس کا خیال کرنا چاہیے بہو یہ سمجھے کہ پہلے وہ میری ماں تھی اب ساس میری ماں ہے، اگرچہ حقیقی ماں ہی ماں ہوتی ہے لیکن سمجھانے کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ ساس کو بھی ماں ہی سمجھے۔ اگر ساس بہو کو بیٹی سمجھے گی اور بہو ساس کو ماں سمجھے گی تو مدینہ مدینہ ہو جائے گا، ورنہ آج کل معاشرے میں جو کچھ ہو رہا ہے اسی طرح ہو گا کیونکہ ان معاملات کے لئے الگ سے تربیت نہیں کی جاتی حالانکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے مسائل سیکھے، کوئی تاجر ہے تو تجارت کے مسائل، نوکر ہے تو نوکری کے مسائل اسی طرح شادی کرنی ہے تو نکاح و طلاق کے مسائل سیکھنا ضروری ہیں۔ اسی طرح ساس بہو کو سیکھنا چاہیے کہ انہیں آپس میں کس طرح رہنا ہے؟ ورنہ بہت سے ہنگامے، دل آزاریاں اور گناہوں کی صورتیں بنیں گی اور اس طرح گھر ٹوٹنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اللہ پاک ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین

(نگرانِ شوریٰ نے فرمایا:) ساس اور بہو کے درمیان میں ایک مظلوم شخص ہوتا ہے جو ان میں سے ایک کا بیٹا ہوتا ہے اور ایک کا شوہر ہوتا ہے اگر وہ بیوی کو سمجھاتا ہے تو وہ کہتی ہے ماوڑی ہے، اور اگر وہ ماں کو سمجھاتا ہے تو وہ جورو کا غلام کہلاتا ہے۔ اور پھر جب ان دونوں کے درمیان توازن برقرار رکھنے میں ناکامی ہوتی ہے تو بے چارہ یا تو اپنی ماں کے ادب واحترام کو پامال کر بیٹھتا ہے یا اپنی بیوی کے حقوق پورے نہیں کر پاتا۔ اور نتیجۃً بات یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ یہ اپنے گھر جانے سے بھی کتراتا ہے کہ اگر گھر جاؤں گا تو ماں الگ باتیں سنائے گی اور بیوی الگ، بالفرض اگر ماں سو گئی ہو گی تو بھی بیوی تو جاگ ہی رہی ہو گی۔ ایسی صورت میں وہ شخص جو بیٹا اور شوہر ہے اپنے مسائل اور ذمہ داریوں سے کیسے سرخرو ہو گا، نیز آپس میں ہمدردی کیسے پیدا ہو؟

(امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے فرمایا:) واقعی مرد کے لئے یہ ایک بہت بڑی آزمائش ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں غیبتوں تہمتوں سے بھی بچ نہیں پائے گا اور بعض اوقات تو ہاں میں ہاں بھی ملانی پڑتی ہے۔ کسی ایک فریق کو سیٹ رکھنے کے لئے ہو سکے تو اس کی بات کا جواب بھی نہیں دے لیکن یہ بھی بہت مشکل ہے کم از کم "ہوں، ہاں" تو کرنی ہی پڑے گی اور کئی بار "ہوں، ہاں" کرنا جہنم میں جانے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ ان سب معاملات سے بچنے کے لئے

شروع ہی سے علمِ دین حاصل کریں، صرف نام کا دعوتِ اسلامی والا ہونا کافی نہیں ہو گا۔ بہر حال اگر آپس میں ہمدردی پیدا کرنا چاہتے ہیں تو تھوڑا جھکنا پڑے گا۔

عورت اور اسلام

سُوال: اسلام میں عورتوں کو کیا حقوق دیئے گئے ہیں؟ (ظہیر۔ برمنگھم، یوکے)

جواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عورتوں کو سب سے زیادہ حقوق اسلام نے دیئے ہیں، زمانۂ جاہلیت میں جب بیٹی پیدا ہوتی تو درندہ صفت انسان اُسے زندہ دفنا دیا کرتے تھے، پھر اسلام نے عورتوں کو بلند مقام عطا فرمایا۔ احادیثِ مبارکہ میں بیٹوں سے زیادہ بیٹیوں کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ بیٹیوں کے فضائل کے بارے میں مکتبۃ المدینہ کا رسالہ ”زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی“[1] موجود ہے۔ اسی رسالے سے چند فرامینِ مصطفےٰ بیان کرتا ہوں:

بیٹیوں کے فضائل پر 8 فرامینِ مصطفےٰ

(1) ”بیٹیوں کو بُرا مت سمجھو، بے شک وہ محبت کرنے والیاں ہیں۔“[2] (2) جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اُسے اِیذا نہ دے اور نہ ہی بُرا جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ پاک اُس شخص کو جنت میں داخِل فرمائے گا۔[3] (3) جس شخص پر بیٹیوں کی پرورش کا بوجھ آپڑے اور وہ ان کے ساتھ حُسنِ سلوک (یعنی اچھا برتاؤ) کرے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنّم سے روک بن جائیں گی۔[4] (4) جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ پاک فِرشتوں کو بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں: ”اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم اَہْلَ الْبَیْت“ یعنی اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ پھر فِرشتے اُس بچّی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”یہ ایک کمزور جان ہے جو ایک ناتُواں (یعنی کمزور) سے

---

1 ..... ”زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی“ یہ رسالہ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی تصنیف ہے جس کے 33 صفحات ہیں۔ اس رسالے میں زمانۂ جاہلیت میں بیٹیوں کے ساتھ ہونے والے لرزہ خیز واقعات، بیٹیوں کے فضائل پر مشتمل فرامینِ مصطفےٰ اور فی زمانہ الٹرا ساؤنڈ کی وجہ سے ہونے والے مسائل کا ذکر بھی موجود ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

2 ..... مسند امام احمد، مسند الشامیین، ۶/۱۳۴، حدیث: ۱۷۳۷۸۔

3 ..... مستدرک، کتاب البر والصلۃ، ۵/۲۴۸، حدیث: ۷۴۲۸۔

4 ..... مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل الاحسان الی البنات، ص ۱۰۸۵، حدیث: ۶۶۹۳۔

www.dawateislami.net

پیدا ہوئی ہے، جو شخص اِس ناتُواں جان کی پرورِش کی ذِمّے داری لے گا، قیامت تک اللہ پاک کی مدد اُس کے شاملِ حال رہے گی۔[1] (5) جس کی تین بیٹیاں ہوں، وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اُس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ عرض کی گئی: اور دو ہوں تو؟ فرمایا: اور دو ہوں تب بھی۔ عرض کی گئی: اگر ایک ہو تو؟ فرمایا: اگر ایک ہو تو بھی۔[2] (6) جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں پھر وہ اُن کی اچھی طرح پرورش کرے اور ان کے مُعاملے میں اللہ پاک سے ڈرتا رہے تو اُس کیلئے جنت ہے۔[3] (7) جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سُلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔[4] (8) جس نے اپنی دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو رشتے دار بچیوں پر ثواب کی نیّت سے خرچ کیا یہاں تک کہ اللہ پاک انہیں بے نیاز کر دے (یعنی ان کا نِکاح ہو جائے یا وہ صاحِبِ مال ہو جائیں یا ان کی وفات ہو جائے) تو وہ اس کیلئے آگ سے آڑ ہو جائیں گی۔"[5] اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اسلام نے عورتوں کو حقوق دیئے ہیں اور اسلام سے زیادہ حقوق کون دے سکتا ہے!! بہن بیٹی اور رشتہ دار عورتوں کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔ ماں کی فضیلت کے بارے میں یہاں تک ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔[6] ایک روایت میں ہے جس نے ماں کے قدم چومے گویا اس نے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا۔[7] ماں کی فضیلت باپ سے بھی زیادہ ہے، خدمت میں پہلا درجہ ماں کا ہے اور تعظیم میں باپ کا پہلا درجہ ہے۔[8] بہرحال ماں اور باپ دونوں کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اللہ کریم ہمیں اسلامی تعلیمات اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر عمل کرنے کی سعادت بخشے۔ آمین

1 ......مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، ۸/ ۲۸۵، حدیث: ۱۳۴۸۴۔

2 ......معجم اوسط، من اسمه محمد، ۴/ ۳۴۷، حدیث: ۶۱۹۹۔

3 ......ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة علی البنات والاخوات، ۳/ ۳۶۷، حدیث: ۱۹۲۳۔

4 ......ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة علی البنات والاخوات، ۳/ ۳۶۶، حدیث: ۱۹۱۹۔

5 ......مسند امام احمد، حدیث ام سلمة، ۱۰/ ۱۷۹، حدیث: ۲۶۵۷۸۔

6 ......نسائی، کتاب الجهاد، باب الرخصة فی التخلف لمن له والدة، ص ۵۰۴، حدیث: ۳۱۰۶۔

7 ......درمختار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس، ۹/ ۶۰۶۔

8 ......مرآۃ المناجیح، ۶/ ۵۱۵۔

www.dawateislami.net

ایک دلہن کا پہنا ہوا لباس دوسری دلہن کو پہننا کیسا؟

سُوال: ہم دلہن کے سوٹ بناتے ہیں اور یہ کارچوب (زردوزی) کا کام کرتے ہوئے ہمیں 15 سال ہوگئے۔ میرے چند سوالات ہیں۔ (1) بزرگوں سے سنا ہے کہ ”جو سوٹ ایک مرتبہ دلہن پہن لے وہ سوٹ کوئی اور دلہن نہیں پہن سکتی“ یہ بات کہاں تک درست ہے؟ (2) دلہن کا لباس بہت زیادہ قیمتی ہوتا ہے، کہیں یہ اسراف تو نہیں ہے؟ (3) کیا دلہن کا ایک مرتبہ پہنا ہوا سوٹ آگے بیچ سکتے ہیں؟ (4) کیا دلہن کے لئے کرائے پر سوٹ لے کر اسے پہنا سکتے ہیں؟ (محمد عرفان رضا عطاری)

جواب: (1) مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اس طرح کے سوٹ بنانے والے کسی نے اپنی طرف سے ہی یہ بات مشہور کر دی ہوگی کہ ”بھئی بزرگوں سے سنا ہے کہ دلہن کا پہنا ہوا لباس نہیں پہنو۔“ تاکہ لوگ اس سے آکر نئے سوٹ بنوائیں ورنہ پرانے سوٹ آپس میں پہنتے رہیں گے اور ہمارے پاس کوئی نہیں آئے گا۔ البتہ اس بات میں کوئی دم نہیں ہے، ہم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے پہنتے ہی ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مالِ غنیمت میں جو کپڑے آتے تھے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم وہ کپڑے پہنا کرتے تھے اور ان کپڑوں میں نماز بھی پڑھتے تھے، اگرچہ ہمارے یہاں کسی کا اترا ہوا لباس پہننا عیب سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقتاً اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔

(2) دلہنوں کے مہنگے سوٹ اسراف نہیں ہوتے، کیونکہ قیمتی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر کوئی مال دار اللہ پاک کی نعمت کا اظہار کرنے کے لئے عمدہ لباس پہنتا ہے تو یہ اس کے حق میں اچھا ہے اور حدیث پاک میں اس کی ترغیب موجود ہے [1] اور اگر کوئی اچھا لباس پہن سکتا ہے لیکن عاجزی کے لئے سادہ لباس پہنتا ہے تو اس کی بھی فضیلت ہے، [2] لیکن سادہ لباس پہننے میں یہ نیت نہ ہو کہ لوگ اسے بڑا عاجز اور فقیر آدمی سمجھیں بلکہ دونوں صورتوں میں اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے کی نیت ہونی چاہیے۔ بہرحال دلہن جو عمدہ لباس پہنتی ہے وہ چاہے ایک لاکھ کا ہو یا 12 لاکھ کا ہو اس

---

1 ...... حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ پاک کسی بندے کو نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ وہ نعمت اس پر دکھائی دے۔ (ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء ان اللہ تعالیٰ یحب ان یری... الخ، ۴/ ۳۷۴، حدیث: ۲۸۲۸)

2 ...... پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو باوُجودِ قدرت زیب وزینت کا لباس پہننا تواضُع (یعنی عاجزی) کے طور پر چھوڑ دے، اللہ پاک اس کو کرامت کا حُلّہ (یعنی جنّتی لباس) پہنائے گا۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب من کظم غیظاً، ۴/ ۳۲۶، حدیث: ۴۷۷۸)

www.dawateislami.net

میں کوئی حرج نہیں ہے، صرف یہ دیکھا جائے گا کہ یہ پہننے میں نیت کیا ہے؟ اگر فخر تفاخر یعنی دوسروں پر فخر جتانا ہے، تکبر کرنا، دل آزاری کرنی ہے مقابلے بازی کرنی ہے تو پھر جیسی نیت کی خرابی ہو گی ویسا وبال ہو گا۔ مطلقاً سوٹ کا مہنگا ہونا گناہ نہیں ہے اسے اسراف بھی نہیں کہہ سکتے۔ قرآن پاک میں ہے: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَ جَ لِعِبَادِهٖ﴾[1] (ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی)۔ اب دیکھا یہ جائے گا کہ زینت کس کے لئے کی ہے؟ عورت کی زینت تو اس کے شوہر کے لئے ہونی چاہیے، دلہن بھی بیوی بن کر جا رہی ہوتی ہے اس لئے اس کی زینت بھی ہونے والے شوہر کے لئے ہونی چاہیے کیونکہ شوہر کے لئے زینت کرنے سے ثواب ملتا ہے[2] اگر ثواب کی نیت سے زینت ہو گی تو ثواب ملے گا لیکن آج کل عموماً دلہن کی زینت لوگوں کو دکھانے کے لئے ہوتی ہے تاکہ لوگ واہ وا کریں کہ اتنے لاکھ کا جوڑا ہے!! اتنا خرچہ ہوا ہے!! اصل "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" ہے۔ کس کے لئے پہنا ہے یہ دیکھا جائے گا۔

(3) جو اس لباس کا مالک ہو اسے آگے بیچ سکتا ہے۔ اگر لباس دلہن کی ملکیت میں ہے تو وہ اسے بیچ بھی سکتی ہے، کسی کو تحفۃً بھی دے سکتی ہے، تبرعاً یعنی بطورِ احسان بھی دے سکتی ہے۔ یہ تو ہماری پرانی طرز ہے اور میں نے اپنی جوانی سے سن رکھا ہے کہ دولہا جو شیروانی پہنتا ہے تو اگر کسی غریب دوست کی شادی ہو رہی ہوتی ہے تو وہ اپنی شیروانی اسے دیتے ہیں۔

(4) دلہن کا سوٹ کرائے پر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دلہن کا سوٹ کرائے پر لینے کا رواج بہت پرانا ہے، بلکہ صرف دلہن ہی نہیں دیگر لباس بھی کرائے پر دینے کا رواج ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ دلہن کا لباس بیچتے یا بناتے ہیں انہیں یہ احتیاط کرنی ہو گی کہ اگر کسی لباس کے بارے میں سب کچھ طے ہو گیا لیکن گاہک کو وہ سوٹ دیا نہیں ہے تو ایسے سوٹ کو کرائے پر نہیں دے سکتے کیونکہ کرائے پر دینے سے وہ سوٹ سیکنڈ ہینڈ ہو جائے گا اور اگر گاہک کو بتائیں گے کہ یہ سیکنڈ ہینڈ ہے تو وہ یہ سوٹ نہیں لیں گے اس لئے اس سوٹ کو کرائے پر نہ دیا جائے جس نے آرڈر دیا ہو صرف اسی کو دیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا سوٹ بیچ رہے ہیں جو پہلے کرائے پر دیتے رہے ہیں اسے بیچتے ہوئے یہ

1 ...... پ٨، الاعراف: ٣٢۔

2 ...... فتاویٰ رضویہ، ٢٢/ ١٢٦۔

بات ضرور بتائیں کہ اسے پہلے کرائے پر دیتے رہے ہیں کیونکہ دونوں کے ریٹ میں فرق ہوتا ہے۔

نامحرم عورتوں کو ہاتھ پکڑ کر چوڑیاں پہنانا کیسا؟

سُوال: خواتین کو ہاتھ پکڑ کر چوڑیاں پہنانا کیسا؟

جواب: اپنی والدہ، بہن، بیوی اور بیٹی کو ہاتھ پکڑ کر پہنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ نامحرم عورتوں کو ہاتھ پکڑ کر چوڑی پہنانا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔[1] اگر دو چار سال کی چھوٹی بچی ہو تو اس کا ہاتھ پکڑ کر چوڑی پہنا سکتے ہیں، اس کے علاوہ ہر عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ غیر محرم کو ہاتھ پکڑ کر چوڑی پہنانے کی اجازت کیسے مل سکتی ہے! جو عورت نامحرم کو چوڑی پہنانے کے لئے اپنا ہاتھ پیش کرے گی وہ بھی گناہ گار ہو گی۔ پہلے عید کی رات کو اس طرح بہت ہوتا تھا ہو سکتا ہے اب بھی ہوتا ہو لیکن پہلے تو خاص طور پر عورتیں دکانوں پر چوڑیاں پہننے جاتی تھیں اور چوڑیاں بیچنے والے دکان داروں کے دوست اپنی آخرت کے سودے پر اس کی Help کرنے یعنی عورتوں کو چوڑیاں پہنانے جاتے تھے۔ یہ سب گناہ ہے اس سے بچنا چاہیے، اب تک جس نے ایسا کیا ہے وہ توبہ کرے، اگر نہ پہنانے کی وجہ سے چوڑیاں کم بکتی ہیں تو کم بکیں لیکن گناہ کر کے اپنے لئے انگارے جمع نہ کریں۔ ہر چوڑی بیچنے والا ہاتھ پکڑ کر چوڑی نہیں پہناتا بلکہ بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو بالکل چوڑیاں پہناتے ہی نہیں ہوں گے صرف بیچتے ہوں گے، ان کی چوڑیاں بھی بکتی ہوں گی۔ اسی طرح ہر عورت بھی ایسی نہیں ہوتی جو کسی نامحرم کے ہاتھ چوڑی پہنتی ہو۔ بلکہ بعض باحیا تو ایسی بھی ہوں گی جو خود چوڑی لینے نہیں جاتی ہوں گی بلکہ کسی کے ہاتھ سائز بھیج کر منگوا لیتی ہوں گی۔

”اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ“ سے کیا مراد ہے؟

سُوال: ”صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ ستاروں کی مانند ہیں“ اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”اَصْحَابِی کَالنُّجُومِ فَبِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اہْتَدَیْتُمْ“[2] یعنی میرے صحابہ

---

[1] ……فتاوٰی رضویہ، ۲۲/ ۲۴۷۔

[2] ……مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثالث، ۲/ ۴۱۴، حدیث: ۶۰۱۸۔

www.dawateislami.net

ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے، ہدایت پاؤ گے۔ اسی کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا ایک شعر ہے:

اہلِ سنّت کا ہے بیڑا پار اَصحابِ حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی (حدائقِ بخشش)

ستاروں کے ذریعے سمتیں متعین کرنے کا ایک علم ہے، رات کے وقت سمندر میں کشتی چلانے والے ستاروں کے ذریعے راستہ تلاش کرتے ہیں انہیں یہ علم حاصل ہوتا ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں عترت یعنی سرکار صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے اہلِ بیت کو کشتیٔ نوح سے تشبیہ دی گئی ہے[1] اور صحابۂ کرام کو ستاروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ہم اہلِ سنّت کشتی اور ستارے دونوں کو مانتے ہیں، کیونکہ صرف کشتی ہو گی تو بھٹک جائیں اور صرف ستاروں سے منزل نہیں ملے گی، منزل تک پہنچنے کے لئے کشتی کا ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰه ہم صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عظام رَضِیَ اللهُ عَنْهُم دونوں کو مانتے ہیں۔

مدنی مذاکرے سے پہلے جلوس کیوں ہوتا ہے؟

سُوال: مدنی مذاکرے سے پہلے جلوس کیوں نکالا جاتا ہے؟ (سوشل میڈیا کے ذریعے سُوال)

جواب: مختلف مقامات پر ریلیاں نکالی جاتی ہیں پہلے ان کے بارے میں پوچھا جائے کہ یہ کیوں نکالی جاتی ہیں!! اب تو جلوسِ میلاد کو بھی ریلی کا نام دے دیا گیا ہے، حالانکہ اگر کبھی 12 ربیع الاول کے دن آپ ایم اے جناح روڈ پر جا کر دیکھیں تو پتا چلے کہ یہ ریلی نہیں بلکہ ریلا ہوتا ہے، ہر طرف "مرحبا یا مصطفیٰ" کی دھوم دھام ہوتی ہے، اکثر لوگ اسے ریلی کہتے ہیں، لیکن میں "جلوسِ میلادُ النبی" ہی کہتا ہوں اور اِنْ شَآءَ الله یہ جلوس تا قیامت جاری رہے گا عاشقانِ رسول آتے رہیں گے اور اسے چلاتے رہیں گے۔ جلوس کی اصل بھی موجود ہے۔ جب پیارے آقا صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مدینہ پاک تشریف لا رہے تھے تو حضرت بریدہ اسلمی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آپ کا راستہ روکنے کے لئے

1 ...... حضرتِ ابنِ عباس رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میرے اہلِ بیت نوح عَلَيْهِ السَّلَام کی کشتی کی مثل ہیں کہ جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے اس سے منہ موڑا وہ غرق ہوا۔

(مسند بزار، مسند عبد اللہ بن عباس، ۱۱/۳۲۹، حدیث: ۵۱۴۲)

www.dawateislami.net

آئے۔ لیکن جب ان پر نگاہِ نبی پڑی تو تقدیر بدل گئی اور یہ مسلمان ہوگئے۔ مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے عرض کی: ”مدینے میں آپ کا داخلہ شان و شوکت سے ہونا چاہیے۔“ انہوں نے اپنا عمامہ نیزے پر باندھا اور سب مل کر ایک مجمعے کی صورت میں منظم طریقے سے مدینے شریف کی طرف چلے۔[1] اگر اسے کوئی تسلیم نہ کرے تو بھی جلوس کو ناجائز کہنے کے لئے شرعی دلیل ضروری ہوگی اور کسی چیز کے عدمِ جواز کی دلیل نہ ہونا خود دلیلِ جواز ہے یعنی کسی چیز کا منع نہ ہونا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے جلوس بھی جائز ہے کیونکہ جلوس میں نعرے لگائے جاتے ہیں اور نعروں میں بھی اللہ رسول اور صحابۂ کرام کا ذکرِ خیر کیا جاتا ہے۔ 13 رجب کو (ولادت) حضرتِ سَیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا دن منایا اور جلوس نکالا، 15 رجب کو (عُرس) امام جعفرِ صادق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا دن منایا اور جلوس نکالا اور آج 22 رجب کو (عُرس) حضرتِ سَیِّدُنا امیر معاویہ کا دن منا رہے ہیں، اس کے بعد اِنْ شَآءَ اللہ 27 رجب کو شبِ معراج کے مدنی مذاکرے سے پہلے بھی جلوسِ معراج نکالیں گے۔ ہمارا یہ جلوس رمضان ہال کے اندر مختصر سا ہوتا ہے، تنظیمی طور پر باہر روڈ پر یہ جلوس نکالنے کی ترکیب نہیں ہے اس کے علاوہ گورنمنٹ سے بھی N O C لینا ضروری ہے۔

حضرتِ امیر معاویہ کا حلم اور بردباری

سُوال: کیا حضرتِ سَیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ درگزر کرنے والے اور حلم والے تھے؟

جواب: حضرتِ سَیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بڑے حوصلے والے، سخی اور معافی و درگزر سے کام لینے والے تھے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں قبولِ اسلام کے لئے لوگ جوق در جوق حاضر ہوا کرتے۔ ایک دن یمنی بادشاہوں کی اولاد میں سے حضرتِ سَیِّدُنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ وَفْد کی صورت میں بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں قبولِ اسلام کے لئے حاضر ہوئے تو انہیں صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم نے بتایا کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین دن پہلے ہی تمہارے آنے کی بشارت ارشاد فرما دی تھی۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان پر بے حد شفقت فرمائی، ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی، اپنے قریب بٹھایا، منبرِ اقدس پر ان کے لئے تعریفی کلمات ارشاد فرمائے، بَرَکت کی دُعا فرمائی

1 ......مدارج النبوت، باب چهارم، ۲/۶۲۔

www.dawateislami.net

اور ان کے قیام کے لئے مکان کی نشاندہی کا کام ایک قریشی نوجوان کے سپرد فرمایا۔ (اتفاق سے یہ قریشی نوجوان بھی ایک سردارِ مکہ کا فرزند تھا لیکن درس گاہِ نبوت سے فیض یاب ہونے اور صحبتِ مصطفےٰ سے اخلاق و آداب سیکھنے کی برکت سے اس کے مزاج میں ذرہ برابر بھی سرداروں والی بات نہ تھی) نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم پاتے ہی وہ نوجوان فوراً حضرتِ سَیِّدُنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ہمراہ چل دیا۔ حضرتِ سَیِّدُنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اونٹنی پر سوار تھے جبکہ وہ قریشی نوجوان ساتھ ساتھ پیدل چل رہا تھا۔ چونکہ گرمی شدید تھی اس لئے کچھ دیر پیدل چلنے کے بعد اس قریشی نوجوان نے حضرتِ سَیِّدُنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے کہا: گرمی بہت شدید ہے، اب تو میرے پاؤں اندر سے بھی جلنے لگے ہیں۔ آپ مجھے اپنے پیچھے سوار کرلیجیے۔ حضرتِ سَیِّدُنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے صاف انکار کردیا۔ اس قریشی نوجوان نے کہا: کم از کم اپنے جوتے ہی پہننے کے لئے دے دیجیے تاکہ میں گرمی سے بچ سکوں۔ حضرتِ سَیِّدُنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کہا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو بادشاہوں کا لباس پہن سکیں۔ تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میری اونٹنی کے سائے میں چلتے رہو۔ یہ سن کر اس قریشی نوجوان نے نہایت تحمل کا مظاہرہ کیا اور زبان سے بھی جوابی کاروائی نہ کی۔ وقت گزرتا گیا اور وہ قریشی نوجوان پورے ملکِ شام کا گورنر بن گیا۔ ایک بار حضرتِ سَیِّدُنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اسی قریشی نوجوان کے پاس آئے جو کہ اب گورنر بن چکا تھا۔ تو وہ قریشی نوجوان آپ کے ساتھ نہایت احترام سے پیش آیا اور ماضی کے اس واقعے کا بدلہ لینے کی بجائے حضرتِ سَیِّدُنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور فرمایا: میرا تخت بہتر ہے یا آپ کی اونٹنی کی کوہان؟ حضرتِ سَیِّدُنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں اس وقت نیا نیا مسلمان ہوا تھا اور جاہلیت کا رواج وہی تھا جو میں نے کیا۔ اب اللہ پاک نے ہمیں اسلام سے سرفراز فرمایا ہے اور آپ نے جو کچھ کیا وہی اسلام کا طریقہ ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اس قریشی نوجوان کے رَوَیّے سے اس قدر متأثر ہوئے کہ آپ نے فرمایا: ”کاش میں نے انہیں اپنے آگے سوار کیا ہوتا۔“(1) کیا آپ جانتے ہیں کہ تکلیف برداشت کرنے کے باوجود حسنِ سلوک سے پیش آنے والے یہ بُردبار قریشی نوجوان کون تھے؟ یہ اللہ پاک کے پیارے پیارے آخری نبی مکی مدنی محمد

---

(1) ...مسند بزار، مسند وائل بن حجر، ۱۰/ ۳۴۵، حدیث: ۴۴۷۵۔

www.dawateislami.net

عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جلیل القدر صحابی، صحابی ابن صحابی اور کاتبِ وحی حضرتِ سَیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ تھے۔ اس واقعہ میں ہمارے لئے درس ہے کہ اللہ پاک کی رضا کے لئے عفوو درگزر سے کام لیں اور ہر ایک کے ساتھ محبت بھرا سلوک کرنے کی کوشش کریں۔

حضرتِ سَیِّدُنا امیر معاویہ کا مزار کہاں ہے؟

سُوال: حضرتِ سَیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا مزارِ مبارک کہاں واقع ہے؟(اسلم۔سوشل میڈیا کے ذریعے سُوال)

جواب: حضرتِ سَیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا مزارِ مبارک ملک شام کے دارُ الخلافہ ”دمشق“ میں واقع ہے۔[1]

انتقام لینے سے بہتر معاف کر دینا ہے

سُوال: ہمارے معاشرے میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مُنْتَقِمُ الْمِزاج ہوتے ہیں یعنی ان کے ساتھ کبھی کوئی واقعہ پیش آجائے تو جواب نہیں دیتے بلکہ دل میں رکھ لیتے ہیں اور جب موقع ملتا ہے تو انتقام لے لیتے ہیں۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟(نگرانِ شوریٰ کا سُوال)

جواب: ہمارے ہاں تو عموماً اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کا مزاج ہوتا ہے۔ مَعَاذَ الله لوگ تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ”شریف بن کر رہنے کا زمانہ نہیں ہے۔“ حالانکہ شریفوں نے ہی تو دنیا بھر میں اسلام کا ڈنکا بجایا ہے، لیکن آج کل جو مسلمانوں کے حالات ہیں یہ سب ہمارے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہے، آج دنیا بھر میں لوگ مسلمانوں کے کردار کی وجہ سے حاوی ہو رہے ہیں۔

درسِ قرآن ہم نے نہ بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

آج ہم مغلوب ہیں اور کل جب ہم 313 تھے تو کفار کے لشکر جرار پر غالب آگئے تھے۔ ہم کربلا میں 72 تھے لیکن اخلاقی طور پر یزیدیوں کی فوج پر غالب تھے کیونکہ حقیقتاً امام حسین ہی غالب ہوئے تھے، آج جو ہم امام علی مقام امام حسین

[1] ابن عساکر، باب ذکر فضل مقابر اهل دمشق...الخ، ۲/۴۱۸۔

www.dawateislami.net

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے لئے نیازیں کرتے اور احترام و عقیدت سے ان کا نام لیتے ہیں جبکہ یزید کو پلید کہتے ہیں، اس طور پر جیت تو امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ہوئی۔

نہ شمر ہی کا وہ ستم رہا، نہ یزید کی وہ جفا رہی
جو رہا تو نام حُسین کا، جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

انتقام لینے سے بہتر ہے کہ انسان معاف کر دے کیونکہ انتقام لینے کی وجہ سے بعض اوقات لوگ حد سے گزر جاتے ہیں اور گناہوں میں جا پڑتے ہیں۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جاتا ہے۔ چونکہ اینٹ میں سیمنٹ اور بجری مکس ہوتے ہیں جس کی وجہ سے پتھر کے مقابلے میں اینٹ کی چوٹ کم لگے گی اور پتھر کی چوٹ زیادہ لگے گی۔ یعنی اگر ہمیں کوئی ایک بات سناتا ہے تو ہم اسے 10 باتیں سنا دیتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ عفو و درگزر سے کام لینا چاہیے۔ کتاب ”فیضانِ امیرِ معاویہ“ کے صفحہ نمبر 14 پر ایک حدیثِ مبارکہ مذکور ہے کہ ”حضرتِ سیّدُنا ابو ہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تین باتیں جس شخص میں ہوں گی اللہ پاک (قیامت کے دن) اُس کا حساب بہت آسان طریقے سے لے گا اور اُسے اپنی رَحمت سے جنّت میں داخِل فرمائے گا۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سی باتیں ہیں؟ فرمایا: (1) جو تمہیں محروم کرے تم اُسے عطا کرو۔ (2) جو تم سے تعلّق توڑے تم اُس سے تعلّق جوڑو۔ (3) جو تم پر ظُلم کرے تم اُسے مُعاف کر دو۔“[(1)] اگر ہم عفو و درگزر سے کام لیں گے تو بہت ترقی کریں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی والوں کی ایک تعداد ایسی ملے گی جو اپنے ظالموں سے بدلہ نہیں لیتے بلکہ حسنِ سلوک کرتے ہوئے معاف کر دیتے ہیں، جو ایسا نہیں کرتے اِنْ شَآءَ اللّٰہ وہ بھی اس دینی ماحول میں رہ کر سیکھ جائیں گے۔ کہتے ہیں کہ کمزور رہ کر جینے کا زمانہ نہیں ہے یہ شیطان کا سکھایا ہوا جملہ ہے۔ شیطان کی تعلیمات کو رد کریں اور قرآن کی تعلیمات کو اپنالیں اِنْ شَآءَ اللّٰہ بیڑا پار ہو جائے گا۔

---

1 ...... معجم اوسط، من اسمه محمد، ۴/ ۱۸، حدیث: ۵۰۶۴۔

www.dawateislami.net

توبہ کسے کہتے ہیں؟

سُوال: توبہ کا مطلب کیا ہے؟ (نسیم و کی۔ ٹی وی ایکٹر)

جواب: توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے: ”اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ“[1] یعنی توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ توبہ کے تین ارکان ہیں: (1) گناہ کو تسلیم کرنا۔ (2) دل میں ندامت ہونا۔ (3) آئندہ اس گناہ سے بچنے کا پختہ ارادہ ہونا۔[2] یعنی دل سے تسلیم کرے کہ یہ میں نے غلط کیا ہے اور اس پر اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ کریں کہ آئندہ کبھی یہ گناہ نہیں کروں گا۔ اگر ان ارکان میں کوئی ایک رکن بھی کم ہو گا تو توبہ نہیں ہو گی، جیسے بعض لوگ گناہ کو تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی ان کی توجہ دلاتا ہے تو کہتے ہیں ”چلو تم کہتے ہو تو معافی مانگ لیتا ہوں۔“ یا یوں کہتے ہیں کہ ”میں نے گناہ تھوڑی کیا ہے، صرف تمہارے کہنے کی وجہ سے توبہ کر رہا ہوں“ اس طرح توبہ نہیں ہو گی۔ اسی طرح ایک تعداد وہ ہوتی ہے جو توبہ کرتے ہیں لیکن ان کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ میں اس گناہ کو پھر کروں گا۔ تو یہ بھی سخت بات ہے کیونکہ حدیثِ پاک میں اس طرح کا مضمون ملتا ہے کہ ”جو توبہ کرتا ہے اور اس کا ذہن ہے کہ آئندہ بھی گناہ کرے گا تو وہ شخص اللہ سے مذاق کرنے والا ہے۔“[3] اس کو دنیاوی مثال سے یوں سمجھیں جیسے کوئی شخص کسی کو مُکّا مار کر معافی مانگے اور ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ ابھی ایک لات بھی ماروں گا تو یہ مذاق اڑانا ہو گا اسی طرح اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ کریں اور دوبارہ وہی گناہ کرنے کا ذہن بھی ہو تو یہ توبہ نہیں ہو گی۔ بہر حال توبہ کے تمام ارکان کو پورا کرتے ہوئے ہمیں ہر وقت توبہ کرتے رہنا چاہیے، ہر وقت اللہ پاک سے معافی مانگتے رہنا چاہیے۔ زبان پر ہر وقت اَسْتَغْفِرُ اللہ جاری رہے اور اللہ پاک سے مغفرت طلب کرتے رہیں۔ حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا اگر میں لَیْلَۃُ الْقَدْر کو پالوں تو کیا پڑھوں؟ تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

---

1. ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ، ۴/۴۹۱، حدیث: ۴۲۵۰۔
2. ریاض الصالحین، باب التوبۃ، ص۵۔
3. شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، ۵/۴۳۶، حدیث: ۷۱۷۸۔

www.dawateislami.net

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں بہت ہی پیاری دعا تعلیم فرمائی: ”اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یَاغَفُوْرُ یَاغَفُوْرُ“[1] یعنی اے اللہ! بیشک تو معاف کرنے والا اور معافی کو پسند کرنے والا ہے، مجھے معاف کر دے۔ جبکہ خود پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک روایت کے مطابق روزانہ 70 بار[2] اور ایک روایت کے مطابق 100 بار استغفار کیا کرتے تھے۔[3] حالانکہ آپ تو بخشے بخشائے ہیں بلکہ آپ جس پر کرم فرمادیں وہ بھی بخشا جائے پھر بھی مغفرت طلب کرتے تھے۔ اس میں امت کے لئے کتنی بڑی راہ نُمائی اور تعلیم ہے۔

درسِ نظامی کے بعد کیا کریں؟

سُوال: ایک جملہ کہا جاتا ہے کہ ”درسِ نظامی مکمل ہوگئی ہے، میری پڑھائی ختم ہوگئی ہے“ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: ایسا نہیں ہے بلکہ ابھی تو پڑھائی شروع ہوئی ہے، کیونکہ ابھی تو پڑھنے کی تھوڑی بہت شُدبُد پیدا ہوئی ہے کہ کیا کرنا ہے؟ کیا پڑھنا ہے؟ ورنہ درسِ نظامی کے شروع میں تو اتنا بھی نہیں پتا ہوتا کہ کیا پڑھنا ہے؟ درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد پڑھائی کی ابتدا ہوتی ہے۔ اگر درسِ نظامی کرنے والا اپنے آپ کو علّامہ کہتا ہے تو یہ اپنے دل کو منانا ہے ورنہ علامہ بہت بڑے عالم کو کہا جاتا ہے، جبکہ درسِ نظامی سے عالم بھی نہیں بنتے تو علامہ کیسے ہوگئے!! کیونکہ صرف دورۂ حدیث کرنے یا سند لینے سے بندہ عالم نہیں بن جاتا۔ صحابہ کرام کے پاس کوئی سند نہیں تھی لیکن آج تک کوئی ان کے علم کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ صحابہ کرام میں ایک سے ایک مجتہد اور مفتی ہوتے تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”سند کوئی چیز نہیں، علم ہونا چاہیے علم سے عالم بنتا ہے۔“[4] اس لئے درسِ نظامی مکمل کرنے والا یہ سمجھے کہ دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد تعلیم کی ابتدا ہوئی ہے، ابھی مزید آگے پڑھنا ہے اور ہوسکے تو تدریس کرنی ہے کیونکہ تدریس کرنے سے علم

1 ......ترمذی، کتاب الدعوات، ۸۴-باب، ۵/۳۰۶، حدیث: ۳۵۲۴۔
2 ......بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی فی الیوم واللیلۃ، ۴/۱۹۰، حدیث: ۶۳۰۷۔
3 ......مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منه، ص ۱۱۱۱، حدیث: ۶۸۵۸۔
4 ......فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۶۸۳۔

www.dawateislami.net

باقی رہتا ہے۔ دنیا کے خزانے خرچ کرنے سے کم ہو جاتے ہیں لیکن علمِ دین ایسا خزانہ ہے جو خرچ کرنے سے بڑھتا رہتا ہے۔ اگر تدریس نہیں کرتے تو میرا پسندیدہ کورس "تَخَصُّصْ فِی الْفِقْه" کریں، کیونکہ علمِ فقہ دیگر علوم سے افضل ہے، مجھے بھی بچپن سے مسائل میں دلچسپی ہے۔ اس کے علاوہ علمِ تفسیر و علمِ حدیث اور دیگر علوم کی اپنی جگہ اہمیت ہے۔ اگر "تَخَصُّصْ فِی الْفِقْه" میں پاس ہو جائیں تو یہ ذہن نہیں رکھیں کہ میں مفتی بن کر نکلوں گا یا مفتی کی سند مل جائے گی، کیونکہ سند مل جانے سے مفتی نہیں بن جاتے۔ اسی طرح کسی کے کہہ دینے سے بھی مفتی نہیں بن جائیں گے۔ مفتی بننے کے لئے شرائط ہوتی ہیں جب وہ شرائط پائی جائیں گی تو مفتی کہلائیں گے ایسا نہیں ہے کہ اگر دو سال کا کورس کر لیا تو اپنے آپ کو مفتی سمجھنا شروع کر دیں بلکہ مفتی بننے کے لئے "ہنوز دِلّی دُور" یعنی ابھی مزید محنت کرنی پڑے گی، جیسے ڈاکٹر بننے کے لئے اگر کوئی MBBS کا امتحان پاس کر لے تو اسے ڈاکٹری کی سند نہیں دی جاتی بلکہ اسے ہاؤس جاب کرنی پڑتی ہے پھر جا کر کہیں ڈاکٹری کی سند دی جاتی ہے اسی طرح اگر کوئی حکیم بننا چاہتا ہے تو حکمت کا امتحان پاس کرنے کے بعد کسی حکیم کی صحبت میں رہ کر تربیت حاصل کرتا ہے اور جب استاد لکھ کر دیتا ہے کہ اب تم طبیبِ حاذق یعنی ماہر طبیب بن گئے ہو تو وہ حکیم بنتا ہے۔ جب ڈاکٹر اور حکیم بننے میں اتنی احتیاط کی جاتی ہے حالانکہ ان دونوں کا تعلق بدن کے نظام سے ہوتا ہے تو مفتی بننے کے لئے کتنی احتیاط کرنی ہو گی کیونکہ اس کا تعلق اسلام کے نظام سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی جاہل مفتی بن گیا اور اُلٹے سیدھے فتوے دینا شروع کر دیئے تو اسلام کا نظام بگاڑ کر رکھ دے گا، بلکہ ایسا ہو بھی رہا ہے کئی ایسے لوگ ہیں جو مفتی نہیں ہیں لیکن مفتی کہلا رہے ہیں اور فتوے بھی دے رہے ہیں۔ آیت مبارکہ میں ہے: ﴿اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [1] (ترجمۂ کنزالایمان: کیا اللہ پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں)۔ شریعت کا کوئی حکم بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اسی طرح فرمایا ہے۔ شرعی احکام بیان کرنے میں اسلاف بہت احتیاط کیا کرتے تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے دورِ خلافت میں آپ سے بڑھ کر عالم کون ہو گا!! لیکن جب انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو بدری صحابۂ کرام کو جمع کر کے ان سے مشاورت کیا کرتے تھے۔ بعض علمائے کرام ایسے گزرے ہیں جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو

1 ...پ ۱۱، یونس: ۶۸۔

www.dawateislami.net

رو پڑتے کہ ”تمہیں اور کوئی نہیں ملا، تم نے اتنا بڑا بوجھ میرے سر پر ڈال دیا۔“ اور ایک ہم لوگ ہیں کہ اگر کوئی مسئلہ پوچھ لے تو ہم پھولے نہیں سماتے اور جو من میں آیا جواب دے دیتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس معاملے میں اللہ پاک سے ڈرنا چاہیے اور بے باکی نہیں کرنی چاہیے۔ زندگی میں تو اس کا احساس نہیں ہوگا لیکن مرنے کے بعد مشکل ہو جائے گی۔ ہم اللہ پاک سے دائمی رضا کے طلب گار ہیں۔

فقہ میں دلچسپی کیسے پیدا ہو؟

سُوال: عموماً فقہی مسائل میں باریکیاں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے فقہ کی طرف دلچسپی کم رہتی ہے اور فقہ کو سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ (نگرانِ شوریٰ کا سُوال)

جواب: فقہی مسائل پڑھنا اور انہیں سمجھنا دماغی کام ہے۔ طلبائے کرام اپنے سر میں تیل نہیں ڈالتے اگر ان سے پوچھ لیا جائے کہ ”کون کون سر میں تیل لگاتا ہے؟“ تو ابھی تیل کا تیل اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ حالانکہ عالِم کے لئے تیل بہت مفید ہوتا ہے، کیونکہ تیل لگانے سے سر میں تراوٹ رہتی ہے اور عقل اپنی جگہ رہتی ہے۔ اس کے علاوہ اللہ پاک نے جنہیں عطا کیا ہو وہ مُقَوِّیات (یعنی بادام وغیرہ) کا استعمال بھی کریں۔ آرام برابر کریں، اگر نیند پوری نہیں ہوگی تو دماغ کام نہیں کرے گا اور طبیعت میں چڑچڑا پن آجائے گا، مسائل یاد نہیں رہیں گے۔ اپنی صحت کا خیال بھی رکھیں اور کھانے پینے میں احتیاط سے کام لیں، ہمارے ہاں تو ایسا ہوتا ہے کہ جب دیگ کھلتی ہے تو کہتے ہیں ”ساری دیگ میں ہی کھا جاؤں۔“ اسی طرح مرغن اور تلی ہوئی غذائیں جیسے کباب سموسے اور ناشتے میں ملائی پراٹھے کھائیں گے تو صحت خراب ہوگی اور دماغ بھی صحیح کام نہیں کرے گا۔ اچھی غذائیں کھائیں گے تو پیٹ صاف ستھرا رہے گا۔ جو طالبِ علم اپنی صحت کا خیال رکھتا ہے، مناسب غذا کھاتا ہے، خواہش ہوتے ہوئے بھی کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے، سنت کے مطابق زندگی گزارتا ہے تو امید ہے کہ وہ اچھا علم حاصل کرے گا۔ اپنی صحت اچھی رکھنے کے ساتھ ساتھ ذاتی مطالعہ بھی جاری رکھیں اپنے بزرگوں کی کتابیں چاٹتے رہیں، لیکن چاٹنے سے مراد یہ نہیں کہ زبان سے چاٹنا ہے اور اگر کوئی زبان سے چاٹنا سمجھتا ہے تو وہ آلو چھولے کی ریڑھی لگالے، کیونکہ کتابیں چاٹنے کا مطلب یہ ہے کہ اچھی طرح بغور مطالعہ کریں اور سمجھیں،

علم کے سمندر میں غوطے لگاتے رہیں، لیکن صرف اپنے بزرگوں کی کتابیں ہی پڑھیں ان کے علاوہ اِدھر اُدھر کی کتابیں نہ پڑھیں بلکہ پہلے اپنے اکابرین کی کتابیں پڑھ کر حفظ کرلیں اس کے بعد مجھ سے مشورہ کیجئے گا پھر دیکھیں گے۔ یعنی اِدھر اُدھر کی کتابیں پڑھنے کی اجازت پھر بھی نہیں ہوگی۔ بہرحال اپنے دائرے میں رہیں۔ باہر نکلیں گے تو ٹھوکریں کھائیں گے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے قدموں میں پڑے رہیں، یہ نہ ہو کہ فتاویٰ رضویہ کو چھوڑ کر عربی کتب سے مسائل نکالنے بیٹھ جائیں کیونکہ عربی کتب میں مسائل کے ساتھ بہت سے اختلافات ہوتے ہیں اور راجح مرجوح کے مسائل ہوتے ہیں اس لئے مسائل کو فتاویٰ رضویہ کی کسوٹی پر دیکھیں، بعض اوقات تغیرِ زمان کی وجہ سے کچھ مسائل میں تبدیلی بھی ہوتی ہے، ایسے مسائل میں اپنے ان اساتذہ سے مشورہ کریں جو مفتی ہوں یا پھر دارُالافتا اہلِ سنّت کی طرف رجوع فرمائیں۔ بہرحال درسِ نظامی سے فراغت کے بعد بھی ساری زندگی دل لگا کر علمِ دین حاصل کرتے رہیں کیونکہ طالبِ علم مہد (پنگھوڑے) سے لَحد (قبر) تک طالبِ علم رہتا ہے۔ پڑھتے پڑھاتے رہیں گے تو آپ کا علم باقی رہے گا اگر آپ نوٹ کمانے کے چکر میں پڑ گئے تو علم باقی نہیں رہے گا۔ کافی پُرانی بات ہے کسی ملک میں میرے ساتھ ایک چٹکلا پیش آیا کہ ایک ادھیڑ عمر کے صاحب جو کسی اچھے بزرگ کے شاگرد تھے، درسِ نظامی بھی کئے ہوئے تھے میں نے کسی کے سامنے انہیں کہا کہ یہ عالم ہیں۔ تو انہوں نے کہا "عالم کہاں ہیں! یہ تو تاجر ہیں۔" ایسا انہوں نے اس لئے کہا تھا کیونکہ وہ تجارت کرنے لگ گئے تھے۔

اپنے مقصد پر توجہ کیسے رکھیں؟

سُوال: آپ ہماری ایسی راہنمائی فرمائیں کہ ہم اِدھر اُدھر دیکھنے کے بجائے اپنے مقصد کو حاصل کرنے پر فوکس کریں، جیسے آج کل ہر ایک کی بہت سی مصروفیات ہوتی ہیں جس کی وجہ سے نیند پوری نہیں ہوتی۔ ان سب مصروفیات سے چھٹکارا پاکر اپنا مقصد حاصل کرنے میں کس طرح کامیاب ہوسکتے ہیں؟ (نگرانِ شوریٰ کا سُوال)

جواب: انسان اپنے کام سے کام رکھے۔ طلبائے کرام پڑھائی پر توجہ دیں اور دین کی خدمت کریں، لیکن یہ سب چیزیں اپنے طریقہ کار کے مطابق ہونی چاہئیں، اگر آپ رات کے دو بجے خطاب شروع کردیں کہ نہ تو خود سوئیں اور نہ دوسروں

کو سونے دیں تو اس طرح دین کی تبلیغ نہیں ہو سکے گی۔ ہر کام اپنے وقت پر کریں۔ دعوتِ اسلامی کا سنتوں بھرا دینی ماحول آپ کے پاس ہے، آپ روز بیانات کریں کوئی نہیں روکے گا لیکن یہاں زور زور سے نعرے لگانے والے نہیں ملیں گے جس کی وجہ سے شاید آپ کو مزہ کم آئے لیکن اسی میں ہی گزارہ کریں کیونکہ سلیقہ یہی ہے کہ باپ نے جو دکان لگائی ہے بندہ اسی کو چلائے اور آپ نے اتنے سالوں کی قربانی دی ہے اور اب دعوت اسلامی کو آپ کی خدمت کی ضرورت پڑی ہے تو اسی کا ساتھ دیں، آپ کے علاقے میں جو بھی اسلامی بھائی ہوں دینی کاموں میں ان کا ہاتھ بٹائیں، جو بھی ذمہ داری ملے اسے قبول کریں اور ان پر شفقتیں کرکے راہ نمائی کرتے ہوئے چلیں۔ یہ نہ ہو کہ میں نے درسِ نظامی کرلیا ہے، میں نے تخصص فی الفقہ کرلیا ہے یا میں حافظ قرآن ہوں اور تم میری بات نہیں سنتے۔ ایسا نہیں کرنا ہے بلکہ عاجزی، پیار اور شفقت سے دین کا کام کرنا ہے، جب آپ پیار سے کام کروائیں اور خود بھی ساتھ ساتھ بھاگ دوڑ کریں گے تو پھر آپ دیکھنا کہ اسلام کو کیسی ترقّی ملتی ہے۔ ہمارے ہاں سمجھانے میں جارحانہ انداز بہت ہوتا ہے، کئی سمجھانے والوں کا ذہن ہوتا ہے کہ حکیمانہ (یعنی نرم انداز) سے سمجھاؤں گا لیکن جب ان کے خلافِ مزاج کوئی بات ہوتی ہے اور پھر کی گھومتی ہے تو حکیمانہ انداز بھول جاتے ہیں اور کیا سوشل میڈیا تو کیا اسٹیج ہر جگہ لتاڑنا شروع کردیتے ہیں، اگرچہ جارحانہ انداز بھی سمجھانے کے لئے ہوتا ہے لیکن وہ اس طرح ہو جاتا ہے جیسے کوئی چوڑی فروش ہاتھ میں چوڑی کی پوٹلی لے کر جارہا ہو اور کوئی چور گلی میں ڈنڈا لے کر کھڑا ہو اور چور اس پوٹلی پر ڈنڈا مار کر پوچھے اس پوٹلی میں کیا ہے؟ تو چوڑی فروش یہی کہے گا کہ پہلے اس میں چوڑیاں تھیں اب کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح جارحانہ انداز میں سمجھانے سے بھی یوں ہی ہوتا ہے کہ جوش تو بہت ہوتا ہے لیکن ہوش باقی نہیں رہتا اس لئے بیان کرتے ہوئے اگرچہ جوش ہو لیکن اس کے ساتھ ہوش ہونا بھی ضروری ہے۔ سمجھانے سے مقصود دروازہ کھولنا ہوتا ہے نہ کہ توڑنا، لیکن آج کل تو دروازہ توڑا جاتا ہے۔ ہر طرف توڑ پھوڑ مچی ہوئی ہے۔ اپنی بربادیوں پر ہنسی آتی ہے۔ اس لئے میرے مدنی بیٹوں اور مدنی بیٹیوں کو میری یہی نصیحت ہے کہ مرتے دم تک دعوتِ اسلامی کو چھوڑ کر نہیں جانا، اگرچہ یہاں اشتہار میں نام نہیں آئے گا لیکن پھر بھی اللہ پاک کی رضا کے لئے دعوتِ اسلامی کے ساتھ لگے رہیں اور دین کو پھیلاتے رہیں اِنْ شَآءَ اللہ آپ کو یہاں زیادہ ترقی ملے گی۔

طلبائے کرام رمضان المبارک میں کیا کریں؟

سُوال: شعبان المعظم میں طلبائے کرام کے امتحانات مکمل ہو جاتے ہیں، رمضان المبارک میں انہیں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: ماہِ رمضان میں طلبائے کرام کی ایک تعداد ایسی ہو گی جو تراویح سناتی ہو گی۔ لیکن ان میں سے ہر ایک تراویح نہیں پڑھاتا ہو گا۔ اگر کوئی تراویح بھی پڑھاتا ہے تو وہ بھی دین کا کام کرنے کے لئے وقت نکال سکتا ہے۔ جو طلبا تراویح نہیں پڑھاتے ان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے انہیں چاہیے کہ پورے رمضان کا اعتکاف کر لیں۔ تدریس کی بھی چھٹی ہوتی ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ مدرّسین بھی اپنے اپنے شہروں میں جہاں مرکزی طور پر دعوتِ اسلامی کی طرف سے اعتکاف ہو رہا ہو وہاں اعتکاف کر لیں۔ میں نے بھی ایک ماہ کے اعتکاف کی نیت کی ہوئی ہے اللہ کرے اس نیت میں کامیابی مل جائے۔ ہمارے ملک پاکستان میں بہت سے مقامات پر ایک ماہ کا اعتکاف ہوتا ہے اور ہزاروں مساجد میں 10 روزہ اعتکاف ہوتا ہے، اس کے علاوہ پاکستان کے بعد خواجہ و رضا کے ہند میں کثیر عاشقانِ رسول ایک ماہ کا اعتکاف کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر کئی ممالک میں ایک ماہ اور 10 روزہ اعتکاف کیا جاتا ہے۔ دورۂ حدیث سے فارغ ہونے والے طلبا شکرانے میں ہی اعتکاف کی نیت کر لیں، کیونکہ آپ ہمارے لئے سونا ہیں اور اعتکاف کی برکت سے سونے پر پالش ہو جائے گی اور سونے کی چمک دمک میں اضافہ ہو جائے گا، اِنْ شَآءَ اللہ اعتکاف میں آپ کے اندر تقویٰ و پرہیزگاری بڑھے گی اور عشقِ رسول کے چھلکتے جام پینا نصیب ہوں گے۔

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دُرُود شریف کی فضیلت	1	حضرتِ امیر معاویہ کا حلم اور بردباری	9
رشتوں میں سب سے زیادہ نازک رشتہ کون سا ہے؟	1	حضرتِ سیّدُنا امیر معاویہ کا مزار کہاں ہے؟	11
عورت اور اسلام	3	انتقام لینے سے بہتر معاف کر دینا ہے	11
بیٹیوں کے فضائل پر 8 فرامینِ مصطفٰے	3	توبہ کسے کہتے ہیں؟	13
ایک دلہن کا پہنا ہوا لباس دوسری دلہن کو پہننا کیسا؟	5	درسِ نظامی کے بعد کیا کریں؟	14
نامحرم عورتوں کو ہاتھ پکڑ کر چوڑیاں پہنانا کیسا؟	7	فقہ میں دلچسپی کیسے پیدا ہو؟	16
”اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ“ سے کیا مراد ہے؟	7	اپنے مقصد پر توجہ کیسے رکھیں؟	17
مدنی مذاکرے سے پہلے جلوس کیوں ہوتا ہے؟	8	طلبائے کرام رمضان المبارک میں کیا کریں؟	19

ماخذ و مراجع

قرآنِ مجید	کلامِ الٰہی	****
کتاب کا نام	**مصنف / مؤلف / متوفیٰ**	**مطبوعات**
بخاری	امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
مسلم	ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری النیسابوری، متوفی ۲۶۱ھ	دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۲۷ھ
ابوداؤد	امام ابو داود سلیمان بن الاشعث الازدی سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ
ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
نسائی	ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی خراسانی النسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
ابن ماجہ	امام ابو حسن حنفی معروف سندی، متوفی ۱۱۳۸ھ	دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۱۶ھ
مسند امام احمد	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
مسند بزار	امام ابو بکر احمد بن عمرو العتکی البزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم ۱۴۰۹ھ
معجم اوسط	ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
شعب الایمان	ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
مشکاۃ المصابیح	ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی، متوفی ۷۴۱ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
تاریخ ابن عساکر	ابو القاسم علی بن حسن شافعی، متوفی ۵۷۱ھ	دارالفکر بیروت
جامع صغیر	ابو الفضل جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۵ھ
مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابو بکر ھیثمی، متوفی ۸۰۷ھ	دارالفکر بیروت
مستدرک	محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ حاکم نیسابوری، متوفی ۴۰۵ھ	دارالمعرفۃ بیروت
ریاض الصالحین	امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدین نووی دمشقی، متوفی ۶۷۶ھ	دار السلام
مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
درمختار	علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور ۱۴۲۷ھ
مدارج النبوت	شیخ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ پبلشنگ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کے لیے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لیے **مدنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ "غور وفکر" کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مدنی مقصد: "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللہ۔ اپنی اصلاح کے لیے "**مدنی انعامات**" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے "**مدنی قافلوں**" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ۔

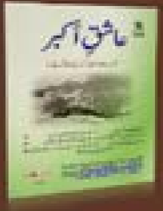

MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی

UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net